بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۶ و ۲ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر یعقوب علی تراب عرفانی

چہ گویم باتو گر آئی چہ یادر قادیاں بینی۔ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

دفتر الحکم قادیان

نمبر ۳۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲- جون ۱۹۰۸ء مطابق ۲- جمادی الاول ۱۳۲۶ھ

وفات مسیح پر ایک چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عرضداشت بہ خدمت شریف برادران سیالکوٹ۔ شملہ۔ لدھیانہ۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی پشاور جموں۔ فیروزپور۔ بھیرہ اور تمام برادران پنجاب و ہندوستان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے سُن لیا ہوگا ہمارے امام ہمام مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ التحیۃ والسلام اپنے "پیارے اللہ" سے جا ملے ہیں اور آپ نے مکرمی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کی تحریر سے یہ بھی خوب اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اس جانگداز موقع پر حضور علیہ السلام کے عیال و اطفال نے کیسا قابل قدر نمونہ دکھلایا ہے کہ اُنھوں نے ایسے پُر معنے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں جن سے اُن کی پختگی ایمان اور صفائی معرفت کا پتہ لگتا ہے چونکہ میں بھی اس موقعہ پر حاضر تھا اس لئے میرا دل بھی اُن کے پاک نمونہ سے متاثر ہوا اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں تک اس بات کو پہنچا دوں جس نے ایسے خوفناک موقع پر ہمیں صبر و استقلال عنایت کیا تاکہ وہ بھی تسلی پائیں۔

حضور علیہ السلام کی موت کوئی انوکھی موت نہیں اور صرف یہی موت نہیں جس نے ایک قوم کو شکستہ دل و پریشان کیا ہے بلکہ اس سے پیشتر کے نمونوں پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت اللہ یہی ہے۔ حضرت فخر الرسل خیر البریۃ محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی چاکری اور غلامی کا دعوےٰ ہمارے امام علیہ السلام کو تھا تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ کیا بظاہر اُن کی موت قبل از وقت نظر نہ آتی تھی کیا اکابر صحابہ کو سخت صدمہ نے حد سے زیادہ بیقرار نہ کر دیا تھا اور کیا ایسا نہ ہوا تھا کہ اُن میں سے اکثروں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی طور پر مرجانے کا انکار کر دیا تھا۔ بے شک یہ سب کچھ ہوا۔ اور مسیلمہ کذاب آپ کے بعد تک زندہ رہا۔ اور مخالفوں نے وہ ہنسی کر اڑایا اور وہ شعر بازی کی جس کی مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔ اور مسلمانوں کو بہت ہی سخت تنگ کیا یہاں تک کہ بہت سے ضعیف الاعتقاد جماعت محمدیہ سے علیحدہ ہوگئے اور تاریخوں میں بڑے بڑے خطرناک نقشہ کھینچے ہیں جن نقشوں کا نقشہ اس جملے سے کر سکتے ہیں ارتدت العرب علے وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے خطرناک موقع پر تمام عرب مرتد ہوگیا۔ پر کیا اس اضطراب اور اس ارتداد کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کا استیصال ہوگیا کیا اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنیوالوں کی فتح ہوئی نہیں اللہ تعالیٰ نے خود مذہب اسلام کو دنیا کیلئے پسند فرمایا تھا اور اسکے پھیلانے کیلئے ایک پاک نفس مزکی و مطہر انسان کو چنا تھا جتنا کام اس سے لینا مناسب تھا لے لیا اور جتنی تعلیم پاک کی تخم ریزی منظور تھی اسکے پورا کرنے کے بعد حضور کا نبیاں کو بلانے مریدین میں سے اُٹھا لیا۔ اور ان مریدین پر آزمائش و امتحان نازل فرمایا تاکہ پاک اور خبیث میں تمیز کردی اور ان بزرگوں کو جو صبر و استقلال کیساتھ تعلیم اسلام کے پھیلانے کیلئے مستعد ہو کر کھڑے ہو جائیں اُنکو بڑے بڑے درجات عطا فرماوے۔ بڑا ہی رحیم کریم خدا ہے جو ہمارے لئے ایسے موقعہ نکالتا ہے جبتک امتحان موقعہ نہ آئیں تب تک انعامات کی امید نہیں ہو سکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو مرتد ہوگئے پر وہ لوگ اسلام کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے اور وہ لوگ جنھوں نے استقامت کے ساتھ کمر ہمت کو باندھا اور تعلیم پاک کے پھیلانے میں سرگرمی دکھلائی اُنکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے تکمیل کی انکو بڑے بڑے درجات عطا فرمائے اور اُن کی ہمت ہی کہ آج ہم اسلام میں داخل ہیں اور ہم ان کے ممنون ہیں اور اُنپر نزول سے درود بھیجتے ہیں۔ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ۔ یعنے وہ لوگ جنھوں نے اسلام چھوڑ دیا اُنھوں نے خدا تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ خود اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا اور وہ لوگ جو استقلال و استقامت سے کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو بادشاہ کر دیا وہ غریب تھے اُنھوں نے اپنے مال خرچ کر دیئے اللہ تعالیٰ نے دولت ہی دولت اُن کے گھروں میں جمع کر دی۔ اور مکہ معظمہ کی گلیوں میں اشرفیاں لیکر نکلتے ہیں کہ کوئی فقیر ملے تو اُس کو دیں پر محتاج و فقیر کوئی نہیں ملتا جو خیرات لے۔ یہ فضل یہ کرم یہ نقطہ نوازی بے شک اُس غیور ذات کا خاصہ ہے۔ دنیا کے بادشاہ بھی خدمات کا بدلہ دیتے ہیں تو خدا تعالیٰ جو بڑا ہی علیم ہے اور جو بڑا ہی غنی ہے اور جو ہمارا رب ہے وہ ہمیں کیونکر عظیم الشان اجر نہ دے وہ کبھی کسی کا احسانمند ہوتا ہی نہیں اُس کی راہ میں روپیہ خرچ کرو تاکہ دولتمند کئے جاؤ۔ اُس کی راہ میں جان خرچ کرو تاکہ ابدی زندگی حاصل کرو۔ اُس کی راہ میں ذلت اختیار کرو تاکہ تمھاری بڑی عزت کی جاوے۔ رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وفات سے اور آپ کے متبعین کے ہاتھ پر فتح اسلام کی تکمیل سے ہمیں یہ یقین آتا ہے کہ جس مذہب کو خود قائم کرتا ہے اس مذہب اور اس مذہب کے پیرو کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ اُن سے بڑے بڑے کام لیتا ہے خدا تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرماتا ہے دنیا کی سلطنتوں کو اُنکے پاؤں کی جوتی بنا دیتا ہے اور ابد الآباد تک ان کے نام لیوے رکھتا ہے جو ہمیشہ دل سے انپر درود بھیجتے ہیں۔ افسوس ہوگا اور بہت ہی سخت افسوس ہوگا ہماری جماعتوں کے لئے جن کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا واقعہ موجود ہو اور ان کے متبعین کا سخت ابتلا بھی سامنے موجود ہو اور اُن کے نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی تائید موجود ہے اور پھر وہ گھبرا جائیں یہ گھبرانے کا وقت نہیں۔ وہ رب العالمین جسکو منظور ہے کہ سچی تعلیم اسلام دنیا میں پھیلے اور تاریکی و ظلمت فسق و فجور دنیا سے دور ہوں دنیا میں امن و صلح پھیلے وہ بڑا ہی غیور خدا ہے اُس نے خود حضرت مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا اور اُس نے خود اس تعلیم کے پھیلانے کا حکم دیا کیا وہ اس تعلیم کی اشاعت کی تکمیل خود نہ کریگا کریگا اور ضرور کریگا۔ یہ مبارک ہیں وہ جو اس تائید میں حصہ لینے والے ہیں خدا کا کام اٹل ہے ضرور ہو کر رہیگا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے بھائیوں کے دلوں میں یہ یقین بٹھا دوں کہ وہ اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں۔ غیر نہیں جانتے پر برادران جماعت احمدیہ خوب معرفت رکھتے ہیں کہ ہمیں کیسی سچی و پاک تعلیم دیگئی ہے۔ کیا لطیف ایمان باللہ ہمیں حاصل ہے۔ ہماری وہم میں بھی نہیں گذرتا کہ وہ امن و صلح کے پیدا کرنے والی تعلیم کا استیصال ہونے دیگا وہ خدا جسکے ساتھ ہمیں از سر نو تعلق ہوا ہے ہم جانتے ہیں اور وہ قادر مطلق خدا جانتا ہے کہ کس مضبوطی کے ساتھ ہمیں اسکی قادر مطلق ہونیکا یقین ہے وہ معرفت اور وہ اعتقاد جو اس

ہم منتو اتر کرتی ہے وہ حتی کہ خدا کی نصرت آتی ہے یہ وقت ہے کہ ہم ایک خاص تبدیلی پیدا کریں باریک تقویٰ اختیار کریں۔ اپنی اور اپنی بھائیوں کی ہمدردی کریں اور تربیت سے ان کے لئے دعا کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی وفات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی **وفات** پر موعودہ آرٹیکل لکھنے سے پیشتر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت حجۃ اللہ علے الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شائع کردہ تحریر الوصیت کا ابتدائی حصہ شائع کروں جس کو پڑھکر ناظرین کے سامنے وہ نقشہ آجائیگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا آپ پر کھولا گیا تھا۔ سلیم الفطرۃ اور خدا ترس دل لیکر اسے پڑھو اور غور کرو کہ کس طرح پر خداتعالیٰ نے قبل از وقت آپ پر اس واقعہ کی حقیقت کو ظاہر فرمایا ہے۔ میں جو آرٹیکل لکھنا چاہتا ہوں اس میں تاخیر کی یہ وجہ بھی ہے کہ میں نے پسند کیا کہ دوسرے مخالف اخبارات جو اسپر لکھنا چاہتے ہیں انہیں پڑھ لوں اس لئے احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر حضرت اقدس کی وفات کے متعلق کوئی اشتہار یا اخبار ملے تو اسے میرے پاس ضرور بھیجدیں۔ اب میں زیادہ تمہید کو چھوڑ کر ذیل میں الوصیت کے موعودہ حصہ کو درج کرتا ہوں (ایڈیٹر)

الحمد للہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد چونکہ خدائے عزّوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اُسکی وحی اسقدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلادیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کردیا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور اُن تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فایدہ اُٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔ سو پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے مجھے میری موت کی خبر دیکر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی اور وہ یہ ہے جو عربی زبان میں ہوئی ہے اور بعد میں اردو کی وحی بھی لکھی جائیگی۔ قرب اجلک المقدر۔ ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ تموت وانا راض منک۔ جاء وقتک ونبقی لک الاٰیات باھرات۔ جاء وقتک ونبقی لک الاٰیات بینات۔ وقرب ما توعدون۔ واما بنعمت ربک فحدث۔ انہ من یتق اللہ ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (ترجمہ) تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑینگے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہگئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کردینگے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھینگے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔

اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشگوئیاں ہیں ان میں سے تجھے کچھ دکھاویں یا تجھے وفات دیدیں تو اُس حالت میں فوت ہوگا جو میں تجھ سے راضی ہونگا اور ہم کھُلے کھُلے نشان تیری تصدیق کیلئے ہمیشہ موجود رکھینگے جو وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے اپنے رب کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی لوگوں کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقوےٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو خدا ایسے نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اس جگہ یاد رہے کہ خداتعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہیں چھوڑینگے جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کا موجب ہوں (۱) اول یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہیں ہم دور کردیں گے اور ان اعتراضات کا نام و نشان نہ رہیگا۔ (۲) دوسرے یہ کہ ایسے شکایت کرنیوالوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بد ذکر سے باز نہیں آتے دُنیا سے اُٹھالینگے اور صفحہ ہستی سے معدوم کر دینگے تب ان کے نابود ہونے کی وجہ سے ان کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائینگے۔ پھر بعد اسکے خداتعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن سب پر اداسی چھاجائیگی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ بعد اسکے تمہارا واقعہ ہوگا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔

حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائیگی اور زلزلے آئینگے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ و بالا کردیں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔ پھر وہ جو توبہ کرینگے اور گناہوں سے دستکش ہو جائینگے خدا اُنپر رحم کریگا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو۔ لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کرینگے اور اُن راہوں کو اختیار کرینگے جو خدا کو پسند ہیں اُن کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تو میری طرف سے نذیر ہے میں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکو کاروں سے الگ کئے جاویں اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ اگر دُنیا کی آنکھ کھلتی تو وہ دیکھتی کہ میں صدی کے سر پر ظاہر ہوا اور چہارم حصہ کے قریب اتنکی چودھویں صدی بھی گذر گئی اور احادیث کے مطابق عین میرے دعوےٰ کے وقت رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن بھی ہوا اور طاعون بھی ملک میں ظاہر ہوئی اور زلزلے بھی آئے اور آئینگے مگر افسوس اُنپر جنہوں نے دنیا سے پیار کیا اُنھوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں تجھے اسقدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اور آئیندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا مجھے خبر دی اور فرمایا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی اس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے لیکن راستباز اس سے امن میں ہیں سو راستباز بنو اور تقوےٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اُس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنیوالے بچائے جائینگے خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائینگی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئینگی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔

یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی؎ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نکر سکے اسی طرح خداتعالیٰ قوی نشانوں کیساتھ انکی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کردیتا ہے لیکن اسکی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کرلیتے ہیں۔ تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں

؎ ترجمہ خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہینگے۔ منہ

ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنے خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دینگے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجاویگی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں٭ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد ملکر کام کرو۔ اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی

جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے

خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیگا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لوگے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فایدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعوے کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کر رہے ہو تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری

٭ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لیوے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ

ہر ایک حرکت اور نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی۔ اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔ یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولیگا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے۔ اور ان پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلینگی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی۔ اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائینگے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

اے سننے والو سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے۔ اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے۔ تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے۔ تمام خوبیوں کا۔ اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبدا ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا۔ اور متصف ہے ہر ایک کمال سے۔ اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں اور تمام روح اور ان کی طاقتیں اور تمام ذرات اور ان کی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں۔ اس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اس کو اسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور وہ اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے۔ اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اس کا کام ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلا دیتا ہے پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں۔ اور واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک

دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے

اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں

ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں

رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی

چونکہ اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو- اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو- تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے- جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس- اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہ تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا- اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا- مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کے محویت کے آئینہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا- اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح انکو نصیب ہوا-

ف باوجود اس کے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے منہ

پس اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی- یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ وامامکم منکم- یعنے وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے- عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دیدی جیسا کہ خدا تعالیٰ کی کتاب اور صریح آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اس پر شاہد ہے جس کے معنے آیات متعلقہ کے ساتھ یہ ہیں کہ خدا قیامت کو عیسیٰ سے پوچھیگا کہ کیا تو نے ہی اپنی امت کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں ان میں تھا تو ان پر شاہد تھا اور ان کا نگہبان تھا اور جب مجھے تو نے وفات دیدی تو پھر مجھے کیا علم تھا کہ میرے بعد وہ کس ضلالت میں مبتلا ہوئے- اب اگر کوئی چاہے تو آیت فلما توفیتنی کے یہ معنے کرے کہ جب تو نے مجھے وفات دے دی

. . . .

. . . .

چاہئے تو اپنی ناحق کی ضد سے باز نہ آکر یہ معنے کرے کہ جب تو نے مع جسم عنصری مجھے آسمان پر اٹھا لیا- بہرحال اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے اور صلیب توڑی ہوتی تو اس صورت میں ممکن نہیں کہ عیسیٰ جو خدا کا نبی تھا ایسا صریح جھوٹ خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے دن بولیگا کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں کہ میرے بعد میری امت نے یہ فاسد عقیدہ اختیار کیا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا قرار دیا- کیا وہ شخص جو دوبارہ دنیا میں آوے اور چالیس برس دنیا میں رہے اور عیسائیوں سے لڑائیاں کرے- وہ نبی کہلا کر ایسا مکروہ جھوٹ بول سکتا ہے کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں پس جبکہ یہ آیت حضرت عیسیٰ کو دوبارہ آنے سے روکتی ہے ورنہ وہ دروغگو ٹھہرتے ہیں- تو اگر وہ مع جسم عنصری آسمان پر ہیں اور بموجب تصریح اس آیت کے قیامت کے دن تک زمین پر نہیں اتریں گے تو گویا وہ آسمان پر ہی مریں گے اور آسمان میں ہی ان کی قبر ہوگی لیکن آسمان پر مرنا آیت فیہا تموتون کے برخلاف ہے- پس اس سے تو یہی ثابت ہوا کہ وہ آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے بلکہ مر کر گئے اور جس حالت میں کتاب اللہ نے کمال تصریح سے یہ فیصلہ کر دیا تو پھر کتاب اللہ کی مخالفت کرنا اگر معصیت نہیں تو اور کیا ہے-

اگر پہلے زمانہ میں یہ ہوتا تو شخص اجتہادی غلطی قابل عفو تھی لیکن جب بیّن خدا کی طرف سے آگیا اور صریح اور سچے معنے قرآن شریف کے کھل گئے تو پھر بھی غلطی کو نہ چھوڑنا ایمانداری کا شیوہ نہیں میرے لئے خدا کے نشان آسمان پر بھی ظاہر ہوئے اور زمین پر بھی- اور صدی کا بھی قریباً چوتھا حصہ گذر گیا اور ہزار ہا نشان ظہور میں آگئے اور دنیا کی عمر سے ساتواں ہزار شروع ہوگیا تو پھر اب بھی حق کو قبول نہ کرنا کس قسم کی سخت دلی ہے- دیکھو میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے اس پہلے زلزلہ کے نشان کے بعد جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آئیگا- وہ بہار کے دن ہونگے معلوم نہیں کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جبکہ درختوں میں پتا نکلتا ہے یا درمیان اس کا یا اخیر کے دن- جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں- پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئیگا اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتا نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے +

وحی الٰہی ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۸ء

ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت لہم جنت تجری من تحتہا الانہار- عادت مبارک یوں تھی کہ جب کوئی وحی یا الہام یا کشف یا رویا آپ کو خواہ رات کے کسی بھی حصہ میں ہوتا تو آپ اسی وقت اس کو لکھ لیا کرتے تھے- نوٹ بک ہمیشہ حضور کے پاس رہتی تھی- مگر نوٹ بک میں لکھنے کے واسطے آپ نے ترتیب صفحات کا بھی خیال نہ رکھا تھا بلکہ رات کیوقت نوٹ بک کھولنے پر جو صفحہ نکلا وہیں بقید تاریخ وحی یا الہام وغیرہ درج کر دیا- مذکورہ بالا الہام حضرت اقدسؑ کے کاغذات میں سے ایک علیحدہ پرچہ پر حضرت اقدسؑ کے خود اپنے ہی قلم کا لکھا ہوا ملا ہے- حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت اقدس کی نوٹ بکوں کا مطالعہ فرما رہے ہیں ممکن ہے کہ بعض اور بھی ایسے الہام مل جاویں جو شائع نہ ہوئے ہوں- لہذا اگر ایسا کوئی الہام حضرت اقدسؑ کی اپنی تحریر میں سے مل جاویگا تو انشاء اللہ احباب کو اس سے اطلاع دی جائے گی-

کلماتِ طیّبات حضرت امام الزمان سلّمہ الرحمٰن

۲۱ مئی ۱۹۰۸ء قبل ظہر بمقام لاہور

پروفیسر ریگ جو کہ انگلستان کے رہنے والا ایک بڑا بھاری ماہر علم ہیئت ہے وہ تمام دنیا کی سیر کے ارادے سے وطن سے نکلا۔ اور علم ہیئت پر بڑے بڑے لیکچر دیتا پھرتا ہے چنانچہ چند روز سے لاہور میں وارد ہے اور ایک لیکچر لاہور میں بھی دیا جس میں بڑے بڑے انگریز لیکچر سننے کے واسطے شامل تھے حضرت مفتی صادق بھی حسن اتفاق سے اس لیکچر میں موجود تھے۔ لیکچر کے خاتمہ پر مفتی صاحب ممدوح نے پروفیسر صاحب سے ملاقات کی۔ اور حضرت اقدسؑ کے دعاوی اور دلائل وغیرہ اُن کو سُنائے۔ چنانچہ پروفیسر موصوف اُسی وقت تیار ہو گیا کہ حضرت اقدسؑ کے حضور حاضر ہو مگر مفتی صاحب نے کہا کہ پہلے میں حضرت اقدسؑ سے اجازت لیکر وقت مقرر کرا لوں۔ پھر آپ کو لے جاؤنگا۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے اجازت دی۔ اور ۲۱ مئی قبل ظہر ملاقات ہوئی۔ ایڈیٹر

سوال۔ میں ایک علمی مذاق کا آدمی ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ زمین جس میں ہم رہتے ہیں ایک چھوٹی سی زمین ہے۔ اور ہزار در ہزار اور لاکھ در لاکھ حصے اس کے علاوہ مخلوق الٰہی کے موجود ہیں۔ اور یہ اُن کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ تو پھر کیا وجہ کہ خدا کے فضل کو صرف اسی حصہ زمین یا کسی خاص مذہب و ملت میں ہی محدود رکھا گیا ؟۔

جواب۔ دراصل یہ صحیح نہیں اور نہ ہی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ایک خاص فرقے یا قوم کے ذریعہ خدا اپنی ہستی ظاہر کرتا ہے۔ خدا کو کسی خاص قوم سے اُنس یا رشتہ نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے۔ اور جس طرح اس نے ظاہر جسمانی ضروریات اور تربیت کے واسطے مواد اور سامان تمام قسم کی مخلوق کے واسطے بلا کسی امتیاز کے مشترکہ طور سے پیدا کئے ہیں۔ اور ہمارے اصول کے رو سے وہ رب العٰلمین ہے۔ اور اُس نے اناج۔ ہوا۔ پانی۔ روشنی وغیرہ سامان تمام مخلوق کے واسطے بنائے ہیں اسی طرح سے وہ ہر ایک زمانہ میں ہر ایک قوم کی اصلاح کے واسطے وقتاً فوقتاً مصلح بھیجتا رہا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔

خدا تمام دنیا کا خدا ہے کسی خاص قوم سے اس کو کوئی رشتہ نہیں

اور یہ جو مختلف اوقات میں مختلف آسمانی کتابیں آئی ہیں ان میں بھی دراصل کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جو قابل اصلاح امور ہوتے ہیں جب دنیا عملی رنگ سے بالکل بگڑ جاتی ہے اور فسق و فجور اور چوری شرارت وغیرہ پیدا ہو جاتی ہیں اور لوگ پاکیزگی سے دور ہو کر نفسانی شہوات کے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اور اعتقادی طور سے بھی خدا کو چھوڑ کر بُت پرستی کی طرف جھک جاتے ہیں تو پھر خدا جو انسان کا جسمانی اور روحانی مربی ہے اس کی غیرت تقاضا کرتی ہے کہ ان مفاسد کی اصلاح کے واسطے کوئی شخص پیدا کرے۔ اور اس طرح کا مصلح

قانون قدرت سے باہر نہیں

جس طرح ہمارے واسطے وہ اناج جو حضرت آدمؑ یا اور گذشتہ انبیاء کے وقت میں پیدا ہوا تھا۔ باعث زندگی نہیں ہو سکتا۔ اور وہ پانی جو پہلے لوگوں کے واسطے تھا ہماری پیاس نہیں مٹا سکتا۔ اسی طرح سے روحانی طور سے بھی ہمیں تازہ بتازہ روحانی غذا اور پانی کی ضرورت ہے۔ یہ عادت اللہ ہے کہ جس طرح سے جسمانی سلسلے کی پرورش اور ترتیب کرتا ہے اور گذشتہ پرورش کافی نہیں ہوتی اسی طرح سے روحانی سلسلہ کا حال ہے۔ اور روحانی جسمانی دونوں سلسلے پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مذاہب سے ہی منکر ہو تو اس بحث کا الگ ایک طریق ہے۔ خدا کے قائل کو چاہیئے کہ دونوں سلسلوں کو بالمقابل رکھکر ایک ہی نظر سے دیکھکر فائدہ اُٹھائے۔ جس نے جسمانی سلسلہ پیدا کیا ہے

اُسی نے روحانی سلسلہ پیدا کیا

ہے۔ جس طرح وہ جسمانی سلسلہ کی تازہ بتازہ پرورش کرتا ہے اسی طرح سے وہ روحانی سلسلہ کی بھی تازہ بتازہ پرورش کرتا ہے۔ جس طرح جسمانی حالت ایک تازہ پانی کی محتاج ہے اسی طرح روحانی حالت بھی تازہ آسمانی وحی کی محتاج ہے۔ جس طرح جسم بغیر پرورش کے مر جاتا ہے اسی طرح روح بھی بجز پرورش کے مردہ ہو جاتی ہے۔ روحانی امور میں اگر ہمیشہ گذشتہ ہی گذشتہ کا حوالہ دیا جاوے تو بجز اس کے کہ روحانی حالت ایک مردہ حالت ہو جاوے گی اور کیا ہو سکتا ہے ؟

خدا ہمیشہ طبعاً چاہتا ہے کہ وہ پہچانا جاوے۔ وہ اپنی شناخت اور زندگی کے ثبوت میں ہمیشہ حقائق۔ معارف اور تازہ بتازہ نشان دکھایا کرتا ہے۔ اور یہ امور کوئی عقلی استبعاد بھی نہیں رکھتے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں انبیاء آئے۔ اُنھوں نے عملی طور سے ثبوت دیئے۔ دنیا پر حجت پوری کی۔ اب کوئی شخص صرف یہ کہہ کر میں سائینس دان یا فلاسفر ہوں ایک ایسی متواتر اور ثابت شدہ شہادت کو کیسے توڑ سکتا ہے۔ چاہیئے کہ جس طرح سے اُس گروہ پاک نے عملی زندگی اور نمونے سے اپنے دعوے کا ثبوت دیا اسی طرح سے اس کا رد بھی کیا جاتا۔

ہاں البتہ۔ ان لوگوں کو پہنچے کا حق پہنچتا تھا۔ کہ پرانے قصے کہانیاں کیوں پیش کی جاتی ہیں۔ کوئی زندہ نمونہ یا ثبوت پیش کیا جاوے۔ سو اس کے واسطے ہم تیار ہیں۔ صرف ہیئت دان اپنی ہیئت وغیرہ یا نظام شمسی میں غور کرنے سے خدا کے وجود کا یقینی ثبوت بہم نہیں پہنچا سکتا۔ البتہ ایک امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ یہ بات کہ

خدا ہے اور یقیناً ہے

ہمیشہ انبیاء کے پیش کردہ اصول سے ہی ثابت ہوتا رہا ہے۔ اگر ہماری طرح کے انسان دنیا میں نہ آتے تو خدا کے ثبوت کا کوئی حقیقی اور کامل ذریعہ ہرگز ہرگز دنیا میں نہ ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی منصف مزاج ہوتا اور شرافت بھی اس کے حصہ میں آئی ہوتی تو اس ابلغ اور محکم ترتیب اور نظام شمسی وغیرہ سے اتنا نتیجہ نکال سکتا تھا کہ خدا ہونا چاہیئے۔ باقی یہ امر کہ

یقیناً خدا ہے اور وہ دنیا کا مالک متصرف اور حکمران ہے

بجز خدا کے اگر خدا نمائی کرنے والوں کے ممکن نہیں۔ وہ لوگ مشاہدہ کرانے والے ہوتے ہیں۔ اور تازہ بتازہ نشانوں کے پیش کرنے سے گویا خدا کو دکھا دیتے ہیں۔

سوال۔ لکھا ہے کہ ایک آدم اور حوا تھے۔ حوا ایک کمزور عورت تھی اُس نے ایک سیب کھا لیا۔ اب اس کے ایک سیب کھانے کی سزا ہمیشہ جاری رہے گی۔ یہ امر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اور کہ یہ زمین جس سے ہمارا تعلق ہے۔ اس کے سوا اور ہزاروں کروڑوں سلسلے خدا نے پیدا کئے ہیں تو خدا کی قدرت اور انعامات کو کیوں اس زمین تک محدود کیا جاتا ہے ؟

جواب۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس آسمان اور زمین کے سوا اور کوئی سلسلہ ہی نہیں۔ بلکہ ہمارا خدا کہتا ہے کہ وہ رب العٰلمین ہے۔ یعنے کہ وہ کُل جہانوں کا رب ہے۔ اور کہ جہاں جہاں کوئی آبادی ہے وہاں وہاں ہی اُس نے رسول بھیجے ہیں۔ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتی۔ جس خدا نے اس ایک چھوٹی سی زمین کے واسطے اتنا وسیع سامان پیدا کیا اُس نے کیوں دوسری تمام آبادیوں کے واسطے سامان پیدا نہ کئے ہوں گے ؟۔ وہ سب کا یکساں رب ہے۔ اور سب کی ضرورتوں سے واقف۔

باقی یہ کہنا کہ انسانی رنج ومحن حوا کے سیب کھانے کی وجہ سے ہیں۔ اسلام کا یہ عقیدہ نہیں۔ ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ زید کے بدلے بکر کو سزا نہیں مل سکتی۔ اور نہ ہی اس سے کچھ فایدہ متصور ہے۔ حوا کی سیب خوری ان مشکلات اور رنج وسزا کا باعث نہیں ہے۔ بلکہ ان کے وجوہات قرآن نے کچھ اور ہی بیان فرمائے ہیں۔

سوال۔ دو باتیں میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ **گناہ کیا چیز ہے۔** ایک ملک کا انسان ایک امر کو گناہ یقین کرتا ہے۔ حالانکہ ایک دوسرے ملک کا انسان اسی امر کو گناہ نہیں سمجھتا۔ انسان ایک کیڑے سے ترقی کرتا کرتا انسان بنا۔ اور پھر حق و باطل میں امتیاز حاصل کیا۔ صداقت اور جھوٹ میں فرق کیا۔ نیکی اور بدی کو سمجھا۔ گناہ اور ثواب کا علم پیدا کیا۔ باایں ہمہ پھر اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک امر ایک شخص کے نزدیک گناہ دوسرا اس کو گناہ نہیں سمجھتا اور کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ شیطان کیا چیز ہے۔ خدا کے اس علم اور قدرت کا مالک ہوتے ہوئے بھی شیطان کا اس قدر قابو پا جانا کہ اس کی اصلاح کے واسطے خود خدا کو دنیا میں آنا پڑا اس سے کیا مراد ہے۔

جواب اصل میں جو لوگ خدا کی ہستی کو ماننے والے ہیں ہم ان کے مذاق پر گفتگو کرتے ہیں **خدا کی ذات** انسان کی زندگی کے واسطے ایک

دائمی راحت اور خوشی کا سرچشمہ

ہے۔ جو شخص اس سے الگ ہوتا ہے۔ یا کسی نہ کسی پہلو سے اس کو چھوڑتا ہے اس حالت میں کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے **گناہ کیا۔** خدا نے فطرت انسانی پر نظر ڈالکر جو اعمال باریک در باریک رنگ میں خود انسان کی اپنی ہی ذات کے واسطے مضر پڑنے والے تھے ان کا نام بھی گناہ رکھا۔ گو بعض اوقات انسان ان کی مضرت کو نہ سمجھ سکتا ہو۔ مثلاً چوری کرنا اور دوسروں کے حقوق میں دست اندازی کر کے ان کو نقصان پہنچانا۔ گویا خود اپنی پاک زندگی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ زانی کا زنا کرنا اور دوسروں کے حق میں دست درازی کرنا ہے اور خود اپنی فطرت کی پاکیزگی کو برباد کرنا اور طرح طرح کے مشکلات جسمانی روحانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے

وہ امور بھی جو فطرت انسانی کی پاکیزگی اور طہارت کے خلاف ہوں

گناہ کہلاتے ہیں۔ اور پھر ان امور کے لوازم قریبہ یا بعیدہ بھی گناہ کے ضمن ضمیمہ ہی سمجھے جاتے ہیں۔ خدا جو سب سے بڑا اور سب سے زیادہ علم والا انسان اور ذرہ ذرہ کا خالق حقیقی ہے اور وہ ان کے خواص کا بھی خالق اور دانا ہے وہ اپنی کامل حکمت اور کامل علم سے ایک بات تجویز کرتا ہے یہ تمہارے حق میں مفید ہے اس کا ارتکاب ہرگز ہرگز تمہارے حق میں مضر نہیں بلکہ سراسر مضر ہے تو انسان ہاں سلیم الفطرت انسان کا یہ کام نہیں کہ اس کی خلاف ورزی کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ڈاکٹر جب ایک مریض کے واسطے کوئی پرہیز تجویز کرتا ہے تو بیمار کس طرح بے چون وچرا اس کی تعمیل کرتا ہے کیوں ایسا کرتا ہے؟ اس لئے کہ وہ ڈاکٹر کو اپنے سے زیادہ وسیع معلومات رکھنے والا یقین کرتا ہے۔ غرض اسی طرح بعض امور ایسے بھی ہیں کہ وہ انسان کے جسم یا روح کے واسطے مضر ہوتے ہیں خواہ انسان سمجھے یا نہ سمجھے۔ بعض امور ایسے ہیں کہ اگر خدا ان کے واسطے نہ بھی حکم دیتا تو بھی وہ مضر ہی تھے۔ طب جسمانی میں بھی بعض گناہ رکھے گئے ہیں۔ قواعد طب کا علم نہ ہونا عذر نہیں ہو سکتا اس شخص کے واسطے جو خلاف ورزی قواعد طب کرتا ہے اگر کسی کو یقین نہ ہو تو ڈاکٹروں اور اطباء سے پوچھ لو۔ یاد رکھنے کے لائق نقطہ یہی ہے کہ گناہ کی جڑ وہی امور ہیں جن کے کرنے سے سچی پاکیزگی اور تقویٰ طہارت سے انسان دور جا پڑے۔

خدا کی سچی محبت اور اس کا وصال ہی سچی راحت اور حقیقی آرام ہے

پس خدا سے دوری اور الگ ہونا بھی گناہ اور باعث دکھ اور رنج ومصیبت ہے۔ جن باتوں کو خدا اپنی تقدیس کی وجہ سے پسند نہیں کرتا وہی گناہ ہے۔ اگر بعض امور میں لوگوں کا اختلاف ہے تو دوسری طرف اکثر حصہ گناہ کا دنیا میں مشترکہ طور سے مسلم ہے۔ جھوٹ چوری۔ زنا۔ اور ظلم وغیرہ ایسے امور ہیں کہ تمام مذہب وملت کے لوگ مشترکہ طور سے ان کو گناہ ہی یقین کرتے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ

گناہ کی جڑ وہی امور ہیں جو خدا سے بعید کرتے ہیں خدا کی تقدیس کے خلاف ہیں۔ خدا کے ذاتی تقاضے کے برخلاف اور فطرت انسانی کیواسطے مضر ہیں وہی گناہ ہیں

ہر انسان گناہ کو محسوس کرتا ہے۔ دیکھو جب کوئی کسی بے گناہ کو طمانچہ مارتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا حق نہیں کہ ایسا کروں وہ آخر ایک وقت جب ٹھنڈے دل سے بیٹھے گا اپنے دل میں خود نادم اور شرمندہ ہوگا اور محسوس کریگا کہ میں نے برا کیا۔ ایک انسان جو کسی بھوکے کو کھانا دیتا ہے۔ پیاسے کو پانی پلاتا ہے۔ ننگے کو کپڑا پہناتا ہے وہ اپنے اندر ہی اندر ایک قسم کا احساس پاتا ہے کہ میں نے نیکی کی اور اچھا کام کیا۔ انسان کا دل اور کانشنس نور ایمان ہر کام کے وقت اس کو معلوم کرا دیتا ہے کہ آیا اس نے ثواب کیا یا گناہ کیا۔

شیطان کے لئے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انسان کی سرشت اور بناوٹ میں دو قوتیں رکھی گئی ہیں۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور یہ اس واسطے رکھی گئی ہیں کہ انسان ان کی وجہ سے آزمائش اور امتحان میں پڑ کر بصورت کامیابی قرب الٰہی کا مستحق ہو۔ ان دو قوتوں میں سے ایک قوت نیکی کی طرف کھینچتی ہے۔ اور دوسری بدی کی طرف بلاتی ہے۔ نیکی کی طرف کھینچنے والی قوت کا نام ملک یا فرشتہ ہے۔ اور بدی کی طرف بلانے والی قوت کا نام شیطان۔ یا بالفاظ دیگر یوں سمجھ لو کہ انسان کے ساتھ دو قوتیں کام کرتی ہیں۔ ایک داعی خیر اور دوسری داعی شر۔

اگر کسی کو شیطان اور فرشتہ کا لفظ گراں گذرتا ہے تو یوں ہی سمجھ لے

انسان میں دو قوتوں سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ خدا نے کسی بدی کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ خدا نے جو کیا خیر ہی خیر کیا ہے۔ دیکھو اگر دنیا میں گناہ کا وجود نہ ہوتا تو نیکی بھی نہ ہوتی۔ نیکی گناہ سے پیدا ہوتی ہے گناہ کے وجود سے ہی نیکی کا وجود پیدا ہوتا ہے دیکھو اگر کسی کو زنا کا موقع ملتا ہے اور اس میں طاقت بھی موجود ہے اور پھر وہ گناہ سے بچتا ہے۔ تو اس کا نام نیکی ہے۔ اگر کسی کو چوری۔ اور ظلم وغیرہ گناہ کے موقعے ملتے ہیں اور پھر وہ ان کے کرنے پر قادر بھی ہو باایں ہمہ وہ ان کا ارتکاب نہ کرے اور اپنے آپ کو بچاوے تو وہ نیکی کرتا ہے۔

گناہ کا موقع اور قدرت پاکر گناہ نکرنا

یہی ثواب اور نیکی ہے۔

سوال۔ دنیا میں دو مختلف طاقتیں کام کرتی ہیں۔ مثبت اور منفی۔ اگر ہم ہمیشہ مثبت سے کام لیتے رہیں اور منفی سے کام نہ لیں تو ایک دن ایسا ہوگا کہ منفی آہستہ آہستہ جمع ہو کر زور پکڑ جاوے گی اور کسی وقت یک دفعہ پھوٹ کر دنیا کو تباہ کر دے گی۔ یہی حال نیکی اور بدی کا ہے۔ اگر تمام دنیا میں نیکی ہی نیکی

گی جاوے اور کوئی بدی نہ کرے تو اس طرح ایک دن بدی زور پکڑ کر دنیا کو تباہ کر دے گی۔

جواب۔ فرمایا دیکھو اگر ایک شخص چلا کر بولنے پر قادر ہی نہیں تو اس کا نرمی سے بولنا اخلاق فاضلہ میں سے نہیں سمجھا جاوے گا۔ اگر انسان ہمیشہ ایک ہی حالت پر قائم رہتا اور دوسرا پہلو بدل ہی نہ سکتا تو پھر نیکی نیکی ہی نہ رہ سکتی۔

افراط اور تفریط دونوں کی

موجودگی ہی نیکی پیدا کرتی ہے۔ یکطرفہ حالات ہوتے اور دوسرے تو کوئی انسان کر دیتے ہی نہ جانتے۔ اور انسان ہمیشہ نیکی کے واسطے ہی مجبور ہوتا بدی کرنے کی طاقت ہی اسے نہ ملتی تو پھر فرمانبرداری اور نیکی نام ہی کس چیز کا ہوتا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک اختیار دیا ہے۔ ادھر بھی پہلو بدل سکتا ہے نیکی کی بھی طاقت ہے اور بدی کا بھی اختیار۔ اب جب کرے گا۔ اس کا اجر پاوے گا۔

دیکھو اگر اخلاق بد نہ ہوتے تو اخلاق فاضلہ کن کا نام ہو سکتا۔ اخلاق رذیلہ ہوئے جب ہی اخلاق فاضلہ بھی ہوئے۔ کوئی اخلاق بد انسان کے ذہن میں ہوتے ہیں جب ہی تو انسان ان کا نقشہ ذہن میں رکھ کر اُن کی مذمت کرتا اور اخلاق فاضلہ کسی خاص کام کا نام رکھتا ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے۔ اگر ذہن میں کوئی کسی امر بد کا نقشہ موجود نہیں تو پھر اخلاق حسنہ بھی کچھ نہیں۔ ہمیشہ بدی سے ہی نیکی ممتاز کی جاتی ہے۔ اگر ایک ہی پہلو پیدا کیا جاتا تو

یقیناً کوئی اجر بھی نہ ہوتا اور کوئی

خوشنودی بھی نہ ہوتی

رنج سے راحت۔ دکھ سے سکھ۔ ظلمت سے نور۔ کڑوے سے میٹھا۔ زہر سے تریاق۔ بد سے نیک اور گناہ سے نیکی پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ ضدیں دنیا میں پیدا نہ کی جاتیں تو پھر زندگی ہی بدمزہ ہو جاتی) اگر صرف ایک ہی پہلو ہوتا تو وہ تو فطرت میں داخل تھا۔ اسپر اجر کیا اور ثواب کیا؟ وہ ذریعہ رضامندی کیونکر ہو سکتا؟ وہ تو ایک مجبوری تھی کہ فطرتاً انسان سے اس کے مطابق ہی اعمال سرزد ہوتے۔ یاد رکھو کہ

انسان ذو اختیار بنایا گیا ہے

انسان کو اختیار ہے کہ نیکی کرے یا بدی۔ احسان کرے یا ظلم۔ مروت کرے یا بخل۔ ہمیشہ دونوں پہلو پر لحاظ رکھکر ہی کسی خاص انسان کے متعلق رائے زنی ہو سکتی ہے کہ نیک ہے یا بد۔ اعمال کا مفہوم بھی یہی ہے کہ

دوسری طرف بھی قدرت رکھتا ہو۔ جو انتقام لینے کی طاقت رکھتے ہوئے انتقام نہیں لیتا وہ نیکی کرتا ہے مگر جس کو انتقام کے واسطے سکت اور کا ہاتھ ہی نہیں دیا گیا وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں نے نیکی اور احسان کیا کہ میں نے نہیں مارا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔

آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نیکی اور خوبی کا مدار ہی دونوں پہلوؤں پر ہے جس کو ایک ہی قوت دی گئی ہے اور دوسری قوت نہیں اس کو عطا نہیں ہوئی

وہ تو ایک نقش ہے جو مٹ نہیں سکتا

جو شخص ملک اور شیطان کا انکار کرتا ہے وہ تو گویا بدیہات اور امور محسوسہ مشہودہ کا انکاری ہے۔ ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ لوگ نیکی بھی کرتے ہیں۔ اور ارتکاب جرائم بھی دنیا میں ہوتا ہے اور دونوں دنیا میں برابر اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور ان کا تو کوئی فرد بشر بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کون ہے جو ان دونوں کا احساس اور اثر اپنے اندر نہیں پاتا؟ یہاں کوئی فلسفہ اور منطق پیش نہیں جاتی۔ جبکہ دونوں قوتیں موجود ہیں اور اپنی اپنی جگہ اپنا اپنا کام کر رہی ہیں۔

باقی یہ امر کہ اگر نیکی ہی نیکی کی جاوے تو بدی زور پکڑ کر دنیا کو تباہ کر دے گی۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس سے تعلق نہیں کہ ایسا ہو تو ایسا ہو اور ایسا ہو تو ایسا ہو۔ ہم اتنا دیکھتے ہیں کہ طبیعتیں مستعد بنائی ہیں کیا اخلاق فاضلہ کے واسطے اور کیا رذیلہ کے واسطے ہم اس سے آگے نہیں بڑھتے۔

سوال۔ عیسائیوں میں یہ ایک مسئلہ مشہور ہے کہ دنیا گمراہ ہو گئی تھی مگر خدا نے بچہ شیطان سے اس کو خرید لیا۔ یہ صحیح ہے؟

جواب۔ فرمایا کہ ہم ایسی لغو باتوں کے قائل نہیں ہیں یہ ایک لغو بات ہے۔ عیسائیوں سے پوچھا جاوے۔

سوال۔ عیسائی عقاید سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ ایک اعلیٰ حالت سے ادنیٰ حالت کی طرف آگئے تھے حالانکہ انسان ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرتا ہے۔

جواب۔ فرمایا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں اور نہ ہی ہم اس کو مانتے ہیں۔

سوال۔ میں آئندہ زندگی کو مانتا ہوں کہ وہ ایک چولہ ہے انسان اس کے ذریعہ ایک حالت سے دوسری حالت میں چلا جاتا ہے۔ مجھے سپرچولزم سے خاص دلچسپی ہے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ زندگی کس طرح سے ہوگی اور وہاں کیا کیا حالات ہوں گے؟

جواب

فرمایا بے شک اس زندگی کا خاتمہ ہو کر ایک اور نئے رنگ کی زندگی شروع ہوگی۔ مگر اس وقت ابھی وقت نہیں کہ اس کی تفصیل بیان کریں جنہوں نے اس زندگی میں اچھی تخم ریزی کی ہوگی اُن کے واسطے ایک پاک سلسلہ شروع ہوگا اور جنہوں نے بری تخم ریزی کی ہوگی اُن کے لئے مشکلات اور عذاب کا سلسلہ ہوگا۔ اُس نئی زندگی کا ایک قسم کا تعلق اس زندگی سے بھی رہتا ہے اور بالکل ٹوٹ نہیں جاتا۔ مثال کے طور پر عالم خواب موجود ہے۔ بیداری میں ایک زندگی ہوتی مگر سوتے ہی ایک عظیم الشان انقلاب آجاتا ہے بعض تفاصیل معلوم تو ہیں مگر ان کا بیان اس وقت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس امر کے واسطے ایک لمبا وقت چاہیے منٹوں میں یہ امر طے نہیں ہو سکتا۔

سوال لیڈی صاحبہ

آیا یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے گذر گئے ہیں اور مر چکے ہیں اُن سے باتیں ہو سکیں یا کوئی تعلق یا واسطہ ہو سکے۔ اور اُن کے صحیح حالات معلوم کر سکیں؟

جواب

یہ بات ممکن تو ہے کہ کشفی طور سے روحوں سے انسان مل سکتا ہے۔ مگر اس امر کے حصول کے واسطے ریاضات شاقہ اور مجاہدات سخت کی اشد ضرورت ہے۔ ہم نے خود آزمایا ہے اور تجربہ کیا ہے اور بعض اوقات روحوں سے ملاقات کر کے باتیں کی ہیں۔ انسان ان سے بعض مفید مطلب امور اور دوائیں وغیرہ بھی دریافت کر سکتا ہے ہم نے خود حضرت عیسیٰؑ کی روح اور آنحضرتؐ اور بعض اصحابہ کرامؓ سے بھی ملاقات کی ہے۔ اور اس حالت میں صاحب تجربہ ہیں۔ لیکن انسان کے واسطے مشکل یہ ہے کہ جبتک اس راہ میں مشق اور قاعدہ کی پابندی سے مجاہدات نہیں کرتا یہ امر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ ہر ایک کو یہ امر میسر بھی نہیں آسکتا۔ اس واسطے اس کے نزدیک یہ ایک قصہ کہانی ہی ہوتی ہے اور اس میں حقیقت نہیں ہوتی۔

انسانی قلب بڑے بڑے عجائبات کا مرکز ہے

مگر جس طرح صاف اور عمدہ پانی حاصل کرنے کے واسطے سخت سے سخت محنت اٹھا کر زمین کھودی جاتی ہے مٹی نکالی جاتی ہے۔ اور پھر صفائی کی جاتی ہے اسی طرح دل کے عجائبات قدرت سے اطلاع پانے کے واسطے بھی سخت محنت اور مجاہدات کی ضرورت ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ اصلیت اس امر کی ضرور پائی جاتی ہے جس کے ہم خود گواہ ہیں اور صاحب تجربہ۔

سوال۔ مجھے اس قسم کی ایک کمیٹی کی طرف سے بعض کاغذات آئے تھے۔ اور میری خاص غرض آپ کے پاس حاضر ہونے کی یہی تھی کہ ان کے متعلق آپ سے دریافت کروں اور آپ کی ہدایات سنوں۔ کیا آپ مجھے اپنا کچھ عزیز وقت دے سکتے ہیں؟

جواب۔ فرمایا کہ ان دنوں میں ہماری طبیعت بیمار ہے ہم زیادہ محنت نہیں برداشت کر سکتے۔ البتہ صحت کی حالت ہو تو ممکن ہے * فقط

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا